قضاوقدر پر ایمان

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلىٰ سَيّد الأَنبياءِ وَالمرسَلين، وعَلىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوْذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پرنُور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أَجمعِيْن.

عزیزانِ محترم! خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے انسان کی تخلیق فرمائی، اور اس کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی اس کا رزق، زندگی، موت، سعادتمندی وبدبختی یعنی اُس کی تقدیر تحریر فرمادی، انسان کے دنیا میں آنے کے بعد اُس کے لیے خورد ونوش کا انتظام فرمایا، حتی کہ انسان بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے کی منزلیں طے کرتا ہوا خالقِ حقیقی سے جاملتا ہے، لیکن چند روزہ عارضی وفانی دنیا میں شب وروز کا اتار چڑھاؤ بعض اوقات انسان کو پریشان کردیتا ہے، اور انسان اپنی زبان سے کچھ ایسے الفاظ ادا کردیتا ہے جو نامناسب ہوتے ہیں، جسے ناشکری اور تقدیر پر راضی نہ رہنا بھی کہا جاتا ہے، اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ قضا وقدَر پر ایمان ارکانِ ایمان کا حصہ ہے، ہر مؤمن کے لیے یہ ضروری ولازمی ہے کہ وہ

تقدیر پر ایمان رکھے، اللہ جَلَّ جَلالُہٗ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾(۱) "ہم نے ہر چیز ایک حساب سے (مقرر کرکے) پیدا فرمائی ہے"، اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ﴾(۲) "ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے"، یعنی ہر چیز ہر ایک کی تقدیر کے مطابق لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے، ورنہ رب تعالی کو اپنے بھول جانے کا خطرہ نہیں؛ کیونکہ بھول ایک عیب ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، اور سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس لیے تحریر فرمائی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص مقرّبین جیسے انبیائے کرام اور فرشتوں وغیرہ کو اس تحریر سے اِطلاع ہوجائے۔

حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے: ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ایمان کے بارے میں سوال کیا کہ ایمان کیا ہے؟، مصطفی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «أَنْ تُؤْمِنَ بِالله، وَمَلآئِكَتِه، وَكُتُبِه، وَرُسُلِه، وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِه وَشَرِّه»(۳) "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر، اُس کے تمام فرشتوں پر، اس کی سب کتابوں پر، اس کے سب رسولوں پر اور یومِ آخرت پر یقین رکھو، اور اس بات پر بھی یقین رکھو کہ اچھی اور بُری تقدیر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے"۔

---

(۱) پ۲۷، القمر: ٤٩.

(۲) پ۲۷، القمر: ٥٣.

(۳) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٩٣، صـ٢٥.

رفیقانِ ملتِ اسلامیہ! تقدیر پر ایمان کی اصل رُوح انسان کا اللہ تعالیٰ کے ارادے کو مکمل طور پر تسلیم کرنا اور اُس کے حکم پر راضی رہنا ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِه وَشَرِّه، حَتّٰى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُ»(۱) "جب تک بندہ اچھی اور بُری تقدیر سب اللہ تعالی کی طرف سے ہونے پر ایمان نہ لائے مؤمن نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ اس کا یقین ہونا چاہیے کہ دنیا وآخرت میں جو کچھ ملا یا ملے گا، یا جو کچھ نہیں مل سکا، سب اللہ تعالیٰ کے لکھے سے ہے"۔

حضرت سیّدنا دَیلمی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: میں نے حضرتِ سیّدنا اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ: میرے دل میں تقدیر سے متعلق کچھ شُبہ پیدا ہوگیا ہے، آپ مجھ سے کچھ ارشاد فرمائیے! شاید اللہ تعالیٰ میرے دل سے اس شبہ کو دُور فرما دے، حضرت سیدنا اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «لَوْ أَنَّ اللهَ تَعَالَى عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِه وَأَهْلَ أَرْضِه عَذَّبَهُمْ، وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْراً لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً فِيْ سَبِيلِ اللهِ تَعَالٰى مَا قَبِلَهُ اللهُ تَعَالٰى مِنْكَ، حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ، وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ، وَلَوْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا

(۱) "جامع الترمذي" أبواب القدر، ر: ۲۱٤٤، صـ٤٩۳.

لَدَخَلْتَ النَّارَ»[1] "اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمان وزمین والوں کو عذاب دے، تب بھی یہ اُن پر ظلم نہیں ہوگا (کیونکہ سب اسی کی مخلوق ہیں، اور خالق اپنی مخلوق سے جیسا چاہے سلوک کرے، اس میں کوئی حرج نہیں)، اور اگر اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے تو یہ ان کے لیے ان کے اعمال سے بہتر ہے، اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر بھی اللہ کی راہ میں سونا خرچ کرو تب بھی وہ اُسے قبول نہیں فرمائے گا، جب تک تم تقدیر پر ایمان نہ لاؤ، اور یہ جان لو کہ جو کچھ تمہیں ملا وہ رُکنے والا نہیں تھا، اور جو نہیں ملا وہ ملنے والا نہیں تھا، اور اگر تم اس کے سِوا کسی اور عقیدے پر مرے تو جہنّم میں جاؤ گے"۔

میرے بزرگو ودوستو! مسلمان کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش وامتحان ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ ایسے موقع پر صبر کا دامن تھامے رکھے، رب تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر پر راضی رہے؛ کہ یہ ایمان کے درجوں میں سے ایک اہم درجہ ہے، جو اس امتحان میں کامیاب ہوجاتا ہے، اللہ کریم اپنے کرم سے اس کے درجات مزید بلند فرماتا ہے، نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ بَلَاءً الأَنْبِيَاءَ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ»[2] "لوگوں میں سب سے زیادہ تکالیف انبیائے کرام پر آئیں، پھر اُن لوگوں پر جو اُن سے قریب ترین

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب السنة، باب فِي الْقَدَر، ر: ٤٦٩٩، صـ٦٦٤.

(٢) "مسند الإمام أحمد" حديث فاطمة عمّة أبي عبيدة، ر: ٢٧١٤٧، ١٠/ ٣٠٦.

ہیں، پھر اُن پر جو اُن کے قریب تر ہیں، پھر اُن پر جو اُن لوگوں سے قریب ہیں"، یعنی سب سے زیادہ پریشانیاں، مصیبتیں اور تکلیفیں انبیائے کِرام علیہم السلام پر آئیں، پھر ان کے اصحاب پر، پھر تابعین اور تبعِ تابعین رضی اللہ تعالی عنہم پر، مگر ان کے پائے استقلال کو ذرّہ برابر بھی لغزش نہیں آئی، ظلم وجفا کی تیز آندھیاں ان کے قدموں کو متزلزل نہ کر سکیں، وہ لوگ دین پر ثابت قدم رہے، اور ہر حال میں راضی بقضائے الٰہی رہے، ان کی زندگی ہر مؤمن مسلمان کے لیے مشعلِ راہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَآ أَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيْرٌ﴾(1) "جو بھی مصیبت زمین میں اور تمھاری جانوں میں آتی ہے، وہ ایک کتاب میں ان سب کے پیدا کرنے کے پہلے سے لکھی ہے، یقیناً یہ سب اللہ تعالی کے لیے آسان ہے"، مفسّرینِ کِرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: "یہاں زمینی مصیبت سے مراد قحط سالی اور مالی نقصانات ہیں، اور جانی مصیبت سے بیماری اور اولاد وغیرہ کی موت مراد ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ہر طرح کی مصیبتیں آئیں گی؛ کیونکہ یہ جگہ جنّت نہیں ہے کہ جہاں ہر طرح کا امن وراحت ہو، پھر یہ مصیبتیں صابروں کے لیے ترقیٔ درجات کا سبب، اور بے صبروں کے لیے بربادیٔ اعمال کا ذریعہ بنتی ہیں، مسلمان پر دنیاوی مصیبتوں

---

(1) پ۲۷، الحدید: ۲۲.

کا آنا محض اتفاقاً نہیں جسے اتفاقی واقعہ کہہ کر ٹال دیا جائے، بلکہ یہ سب کچھ پہلے ہی سے طے ہوچکا ہے، اور لوحِ محفوظ میں لکھا جاچکا ہے"[1]۔

عزیز دوستو! کبھی اللہ تعالیٰ اپنی پسندیدہ قوم کو بھی آزمائش ومصیبت میں مبتلا فرماتا ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ»[2] "یقیناً بڑا ثواب بڑی مصیبت کے ذریعے ملتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو انہیں آزماتا ہے"۔

محترم بھائیو! جب کسی بندے پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور حکم سے آتی ہے، تقدیر کے اس لکھے کو کوئی نہیں ٹال سکتا، نہ ہی کوئی اللہ کے حکم کو تبدیل کرسکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ، وَإِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾[3] "اگر تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مصیبت آئے تو اسے اللہ تعالیٰ کے سِوا کوئی نہیں دُور کر سکتا، اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے"۔

---

(۱) "تفسیر نور العرفان" ص ۸۶۳، بتصرف۔

(٢) "جامع الترمذي" باب ما جاء في الصبر على البلاء، ر: ٢٣٦٩، صـ٥٤٦.

(٣) پ٧، الأنعام: ١٧.

یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف اس کا بھیجا ہوا عذاب کوئی نہیں ٹال سکتا، نیک اعمال اور نیک لوگوں کی دعائیں جو عذاب یا مصیبت دُور کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں، وہ سب بھی رب تعالیٰ ہی کے فضل وکرم سے ہوتا ہے، اور اسی حکیم پروردگار جَلَّ جَلالُہ کی یہ حکمتِ کاملہ ہے کہ وہ مسلمان بندے کو مصیبت وپریشانیوں میں صبر وبرداشت کی قوت عطا فرماتا ہے، اس کی بدولت محرومی عطا میں اور مشقت وتکلیف آسانی میں بدل جاتی ہے، مصیبت پر صبر کرنا دنیا میں اطمینان وسکون اور آخرت میں کامیابی وکامرانی اور عظیم اجر وثواب پانے کے لیے انتہائی ضروری ہے، ہمارے رب تعالیٰ نے بھی اپنی کتابِ مبین میں ہمیں صبر کا حکم فرمایا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾[1] "صبر کرو، یقیناً اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے"۔

محترم بھائیو! ویسے تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کی فرمانبرداری ضروری ہے، لیکن مصیبت وپریشانی کے وقت راضی بقضائے الٰہی رہنا، اور صبر کا دامن تھامے رکھنا زیادہ ضروری ہے؛ تاکہ ایسے کڑے وقت میں صبر پر رب تعالیٰ کی خوب برکتیں اور رحمتیں نصیب ہوں، اللہ تعالیٰ نے صبر والوں سے ایسے اجر کا وعدہ فرمایا

---

(۱) پ۱۰، الأنفال: ٤٦.

جس کو صرف وہی جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾[1] "صابروں ہی کو اُن کا ثواب بے گنتی بھرپور دیا جائے گا"۔

مفسّرینِ کرام اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ: "حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: «كلُّ مطيعٍ يُكال لهُ كيْلًا ويُوزن لهُ وزَنًا إلّا الصَّابرين، فإنّهُ يُحثٰى لهم حثيًا» "ہر نیکی کرنے والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا، سوائے صبر کرنے والوں کے؛ کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا"، اور یہ بھی مروی ہے: «يُؤتي بأهلِ البلاءِ فَلَا يُنصب لهم ميزانٌ ولَا يُنشر لهم دِيوانٌ، ويُصبُّ عليهم الأَجرُ صبًّا بغيْرِ حسابٍ» "مصیبت وپریشانی میں گرفتار رہنے والے حاضر کیے جائیں گے، کہ نہ اُن کے لیے میزان قائم ہوگا، نہ اُن کے نامۂ اعمال کھولے جائیں گے، ان پر اجر وثواب کی بے حساب بارش ہوگی"، یہاں تک کہ دنیا میں عافیّت کی زندگی بسر کرنے والے انہیں دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش! وہ مصیبت والوں میں سے ہوتے، اور ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے گئے ہوتے؛ تاکہ آج یہ بھی صبر کا اجر پاتے"[2]۔

---

(١) پ٢٣، الزمر: ١٠.

(٢) "تفسير البغوي" الزمر، تحت الآية: ١٠، ٤/ ٧٤.

اللہ تعالیٰ صابروں سے محبت فرماتا ہے، اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ﴾[1] "صبر والے اللہ کو محبوب ہیں"، اور اللہ تعالیٰ نے جنّت میں صبر والوں کے لیے بیت الحمد تیار فرمایا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لِلْمَلَائِكَةِ: أَ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ؟، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟، قَالَوا: نَعَمْ، قَالَ: فَما قَالَ؟، قَالُوا: اسْتَرْجَعَ وَحَمِدَكَ، قَالَ: ابْنُوا لَهُ بَيْتاً فِي الجَنَّةِ، وَسَمُّوهُ بَيْتَ الحَمْدِ»[2] "جب کسی بندۂ خدا کا بچہ مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے: کیا تم نے میرے بندے کے بچہ کی رُوح قبض کرلی؟، وہ کہتے ہیں: جی ہاں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کیا تم نے اس کے دل کے پھل کو توڑ لیا؟، فرشتے کہتے ہیں: جی ہاں، ارشاد فرماتا ہے: تو اُس نے اس مصیبت پر کیا کہا؟، ملائکہ کہتے ہیں: اُس نے إِنَّا لله وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا اور تیری حمد کی، ارشاد فرماتا ہے: اُس کے لیے جنّت میں ایک گھر بناؤ اور اُس گھر کا نام "بیت الحمد" رکھو"۔

اللہ کریم محض اپنے فضل وکرم سے بندے پر مصیبت کے بعد آسانی، تنگی کے بعد کشادگی، محتاجی کے بعد فراخی فرما دیتا ہے، اور مصائب وآلام پر صبر کرنے والوں کو ایسی بہترین، اعلیٰ وعظیم جزا دیتا ہے جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا، حضرت سیدہ اُمِّ سلمہ

---

(١) پ٤، آل عمران: ١٤٦.

(٢) "شرح السنّة" كتاب الجنائز، ر: ١٥٤٩، ٣/ ٥٦١.

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کہتی ہیں: سرکارِ ابد قرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيْبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللهُ: إِنَّا لله وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ! أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْراً مِنْهَا، إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ لَهُ خَيْراً مِنْهَا»(١) "جب مسلمان کو مصیبت پہنچے اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق یہ پڑھے: "إِنَّا لله وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ! أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْراً مِنْهَا "اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر دے، اور اس کے بعد میرے لیے خیر کو مقدّر فرما"، اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس سے زیادہ خیر مقدّر فرمادیتا ہے"۔

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: «كَتَبَ اللهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ»(٢) "اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ہی مخلوق کی تقدیر لکھ دی ہے، جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا"، اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللهَ يَعْلَمُ

(١) "صحيح مسلم" كتاب الجنائز، ر: ٢١٢٦، صـ٣٦٩.

(٢) "صحيح مسلم" كتابُ القَدْر، ر: ٦٧٤٨، صـ١١٥٦.

مَا فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ؕ إِنَّ ذٰلِكَ فِي كِتٰبٍ ؕ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيْرٌ﴾[1] "کیا تم نے نہیں جانا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، یقیناً یہ سب ایک کتاب میں لکھا ہے، یقیناً یہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے"، یعنی لوگوں کی تقدیر اور سارے غیبی واقعات ایک لوحِ محفوظ میں لکھے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ لوحِ محفوظ کی تحریر تو سب سے پہلے ہو چکی تھی، مگر نامۂ اعمال کی تحریر ہر ایک کے عمل کے بعد لکھی جاتی ہے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے صابر و شاکر بندوں میں کر شامل فرما، اور ان لوگوں میں کر دے جو تیری رضا پر راضی رہتے ہیں، گناہوں سے بچتے رہتے ہیں، اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دو عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، ہم پر اپنی نعمتوں کی فراوانی اور اِن میں دَوام عطا فرما، اِن کی حفاظت و شکر کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری دعاؤں سے وافر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسندیدہ بنا، اے اللہ! متّحدہ عرب اِمارات کے بانی شیخ زاید اور دیگر حکّام کی مغفرت اور اُن پر اپنی رَحمت فرما، شیخ خلیفہ اور دیگر حکّامِ اِمارات کی حفاظت فرما، اِن سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

---

(۱) پ۱۷، الحج: ۷۰.

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيننا محمّدٍ وّعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.